سوال

(60)اسلام اور جمہوریت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خت تعجب اور حیرت ہوئی جب میں نے کسی عالم دین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جمہوریت اسلام کے منافی ہے اور یہ کہ جمہوریت کفر ہے۔ کیوں کہ جمہوریت کا مفہوم ہے عوام اور اکثریت کی حاکمیت جب کہ اسلام کی نظر میں حاکمیت، جب کہ اسلام کی نظر میں حاکمیت انسانوں کی نہیں بلکہ صرف اللہ کی ہونی چاہیے :

نِ الحُكمُ إِلّا لِلَّهِ...٥٧... سورة الانعام

، حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے۔''

میری اپنی ناقص رائے یہ ہے کہ اس طرح باتوں سے اسلام کے دشمنوں کو شہ ملتی ہے اور وہ کہتے نہیں جھجکتے کہ اسلام جمہوریت کا دشمن ہے اور ڈکٹیٹر شپ کا حامی کیا واقعی اسلام کی نظر میں جمہوریت کفر اور گناہ ہے؟ بہ راہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بہت افسوس اور تکلیف کی بات ہے کہ بعض دین دار حضرات اسلام کا صحیح اور مکمل علم نہ رکھنے کے باوجود اسلام کے سلسلے میں حق وناحق کچھ بھی کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کردینا ان کے لیے بڑی آسان سی بات ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کردینا کتنی غیر

جمہوریت اس نظام حکومت کا نام ہے جسے انسان نے ڈکٹیٹر قسم کے حاکموں کے ظلم واستبداد کی ایک طویل تاریخ اور اس کے خلاف مسلسل جدوجہد کے تجربہ وتحقیق کے نتیجے میں تلاش کیا ہے۔ اب ساری دنیا میں اسی نظام حکومت کا ڈنکا بجتا ہے اور ساری دنیا کے عوام اسی نظام حکومت کے نفاذ میں

ِ اور سیاست کی کتابوں میں جمہوریت کی اصطلاحی تعریف کچھ بھی ہو لیکن اس کا سیدھا سادہ مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو اپنی مرضی اور اپنی پسند کے حکمرانوں کے انتخاب میں مکمل آزادی ہو۔ ان پر ایسے حکمراں مسلط نہ کردیے جائیں جنھیں وہ ناپسند کرتے ہوں یا ان کی زمی کے خلاف ایسی معاشی ومعاشرتی پالیہ

یہ ہے موجودہ جمہوریت کی حقیقت جس کے عملی نفاذ کے لیے مختلف وسائل اختیار کیے جاتے ہیں مثلاً الیکشن کی کاروائیاں پارلیمنٹ کا قیام متعدد سیاسی پارٹیوں کا وجود اقلیت کو سیاسی اختلاف کی آزادی صحافت کی آزادی اور عدلیہ کا غیر جانب دار ہونا وغیرہ وغیرہ۔

آپ ذرا غور کریں کیا اس جمہوریت میں واقعی کوئی ایسی بات ہے جو اسلام کے منافی ہے؟ کیا قرآن وسنت سے ایک بھی ایسی دلیل پیش کی جاسکتی ہے جو اس جمہوریت کو اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دے؟

یقت یہ ہے کہ یہ جمہوریت اسلام کے منافی نہیں ہے بلکہ عین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اسلام اس بات کا شدید مخالف ہے کہ لوگوں کی قیادت اور امامت کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں سونپ دی جائے جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں۔ چاہے یہ پورے ملک کی قیادت ہو یا نماز کے لیے ایک جماعت کی امامت

م فَوقَ رُءُوسِهِم شِبرًا، رَجُلٌ أَمَّ قَومًا وَهُم لَهُ كارِهونَ" (ابن ماجہ)

، ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سر سے اوپر ایک بالشت نہیں جاتی ان تینوں میں سے ایک شخص وہ ہے جو نماز کی امامت کرے اور لوگ اس کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں۔''

، غور کریں کہ اسلام نماز باجماعت میں چند لوگوں کی قیادت کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں دینے کے خلاف ہے جسے اکثریت ناپسند کرتی ہو تو پورے ملک کی قیادت کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں دینا اسے کیسے گوارا ہوگا جسے اکثریت پسند نہ کرتی ہو۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

خِيارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذينَ تُحِبّونَهُم وَيُحِبّونَكُم وَتُصَلّونَ عَلَيهِم وَيُصَلّونَ عَلَيكُم وَشِرارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذينَ تُبغِضونَهُم وَيُبغِضونَكُم وَتَلعَنونَهُم وَيَلعَنونَكُم....." (مسلم)

چھے فرماں رواہ وہ ہیں جنھیں تم پسند کرتے ہو اور وہ تمھیں پسند کرتے ہوں اور تم ان کے لیے دعائیں کرتے ہو اور وہ تمھارے لیے دعائیں کرتے ہوں۔ اور تمھارے برے فرماں رواہ وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہوں اور تم انھیں لعن طعن کرتے ہو اور وہ تمھیں لعن طعن کر

پڑھا جائیے۔ جابجا آپ کو اللہ کا قہران حکمرانوں پر ٹوٹتا نظر آئے گا جو اللہ کے بندوں پر ظلم وفساد برپا کرتے ہیں۔ قرآن میں متعدد مقامات پر فرعون نمرود، ہامان اور عاد وثمود کا تذکرہ اسی غرض وغایت کے تحت ہوا کہ ان لوگوں نے اللہ کی زمین پر ظلم وفساد برپا کیا تو اللہ نے ان کی زبردست پکڑ کی۔ ملاحظہ ہو سورہ

أَلَم تَرَ كَيفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعادٍ٦ إِرَمَ ذاتِ العِمادِ٧ الَّتى لَم يُخلَق مِثلُها فِى البِلٰدِ٨ وَثَمودَ الَّذينَ جابُوا الصَّخرَ بِالوادِ٩ وَفِرعَونَ ذِى الأَوتادِ١٠ الَّذينَ طَغَوا فِى البِلٰدِ١١ فَأَكثَروا فيهَا الفَسادَ١٢ فَصَبَّ عَلَيهِم رَبُّكَ سَوطَ عَذابٍ١٣ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالمِرصادِ١٤... سورة الفجر

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا (6) ستونوں والے ارم کے ساتھ (7) مانند (کوئی قوم) ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی (8) اور ثمودیوں کے ساتھ جنھوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے تھے (9) اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا (10) ان سبھوں نے شہروں میں

اَن صرف انھی ظالم حکمرانوں کی سرزنش نہیں کرتا بلکہ اللہ کی نظر میں وہ عوام الناس (پبلک) بھی مجرم اور قصوروار ہیں جو ان ظالم حکمرانوں کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے :

وَتِلكَ عادٌ جَحَدوا بِـٔايٰتِ رَبِّهِم وَعَصَوا رُسُلَهُ وَاتَّبَعوا أَمرَ كُلِّ جَبّارٍ عَنيدٍ٥٩... سورة ہود

ہیں عاد اپنے رب کی آیات سے انھوں نے انکار کیا۔ اس کے رسولوں کی بات نہ مانی اور ہر سرکش اور ظالم وجابر کی پیروی کی۔''

فوج بھی اللہ کی نظر میں قصوروار ہے جسے ظالم حکمراں عوام الناس پر ظلم واستبداد کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے :

إِنَّ فِرعَونَ وَهٰمٰنَ وَجُنودَهُما كانوا خٰطِـٔينَ٨... سورة القصص

، فرعون وہامان اور ان کی فوج غلطی پر تھے۔''

ن کے علاوہ صحیح احادیث میں بھی ان ڈکٹیٹر قسم کے حکمرانوں کے لیے زبردست وعید ہے جو عوام الناس پر ظلم کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

دي بسَرِيقال لها ہبہب، على الله أن يسكنہ كل جبار" (طبرانی حاکم)

ں ایک وادی ہے اس وادی میں ایک کنواں ہے.جس کا نام ہبہب ہے۔ اللہ نے اپنے اوپر فرض کرلیا ہے کہ اس میں ان لوگوں کو ڈالے گا جو ظالم وجابر ہیں۔''

ن نہیں جانتا کہ اسلامی نظام حکومت میں شوریٰ کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے شوریٰ یہ ہے کہ عوام الناس (پبلک) میں سے چند ایسے افراد منتخب ہوں جو باصلاحیت اور تجربہ کار ہوں تاکہ حاکم وقت کاروبار ہائے سیاست چلانے میں ان سے مشورے لیتا ہے۔ شوریٰ کی طرح عوام الناس بھی اس بات کے پابند ہیں

جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ :

"الدِینُ النَّصِیحَۃ

ں نصیحت ہے''

ں حدیث کے الفاظ کے مطابق یہ نصیحت حکمرانوں کے لیے بھی ہے لوگوں کو چاہیے کہ اپنے عمدہ مشورے اپنے حکمرانوں تک پہنچاتے رہیں اور اگر انھیں غلطی پر دیکھیں نصیحت کریں۔ بلکہ حکمرانوں کے سامنے حق بات کہنے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل جہاد سے تعبیر کیا ہے۔

الجہادِ کلمۃُ عدلٍ عندَ سُلطانٍ جائرٍ"

ے افضل جہاد کسی ظالم حکمراں کے سامنے حق بات کہنا ہے۔''

لیٰ کو یہ بات نہایت پسند ہے کہ ظالم حاکموں کو ان کی غلطیوں سے آگاہ کیا جائے اور حکومت چلانے کے لیے انھیں بہتر پالیسیوں سے باخبر کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے معاً بعد جو خطبہ دیا تھا اس میں اس بات کی طرف بھی واضح اشارہ کیا تھا۔ مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ ت

تُ بخیرکم، فإن رأیتمونی علی حق، فأعینونی، وإن رأیتمونی علی باطل فسَدِّدُونی"

ؤ میں تمھارا سربراہ مقرر کیا گیا ہوں حالانکہ میں سب سے بہتر شخص نہیں ہوں۔ اگر تم مجھے حق پر دیکھو تو میری مدد کرنا۔ اور اگر غلطی پر دیکھو تو مجھے سیدھا راستہ دکھانا۔" اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کچھ اسی طرح کی بات کہی تھی :

س من رأی منکم فیَّ اعوجاجاً فلیقومہ"

ں سے جو میرے اندر کجی پائے تو وہ مجھے ٹھیک کردے۔"

غل میں جب کسی عورت نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی بات پر ٹوکا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

امرأۃ وأخطأ عمر"

ٹھیک بات کہی اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے غلطی ہوگئی۔"

ر کریں تو معلوم ہوگا کہ موجودہ جمہوریت کا بنیادی ڈھانچہ اسلامی نظام حکومت سے بہت مختلف نہیں ہے۔ موجودہ جمہوریت میں بھی عوام میں سے چند لوگ منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں جاتے ہیں سربراہ مملکت ان ممبران پارلیمنٹ کے مشورے سے کاروبار ہائے حکومت انجام دیتا ہے۔ عوام الناس (پبلک) کو اختلا

موجودہ دور کے انسان نے ڈکٹیٹر اور ظالم وجابر حکمرانوں اور بادشاہوں کے خلاف طویل جنگ کے بعد ایک ایسا نظام حکومت تلاش کیا ہے جسے انھوں نے جمہوریت کا نام دیا ہے اور جس میں عوام الناس کو ظالم حکمرانوں کے جنگل سے آزاد کرنے اور انھیں بنیادی حقوق دلانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے

م عطا کرنے والے اور اس کے اصول وقواعد واضع کرنے والے اگرچہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم غیر قوموں سے اچھی باتیں سیکھیں اور انھیں اختیار کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی یہی ہے حکمت ودانائی کی باتیں مومن کی گم شدہ دولت ہے جہاں سے انھیں

ت کے اصول وضوابط پر غور کریں تو اس میں وہ بہت ساری باتیں ملیں گی جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے صرف نام کا فرق پایا جاتا ہے۔ چنانچہ موجودہ جمہوریت میں الیکشن اور ووٹنگ وہی چیز ہے جسے اسلامی قانون میں "شہادت" کا نام دیا گیا ہے شہادت کا مفہوم یہ ہے کہ اچھے لوگوں کے حق میں گواہی دی :

وَلَا تَکْتُمُوا الشَّہٰدَۃَ وَمَن یَکْتُمْہَا فَإِنَّہُ ءاثِمٌ قَلْبُہُ... ۲۸۳... سورۃ البقرۃ

ہی نہ چھپاؤ جو شخص گواہی چھپائے گا اس کا دل گناہ گار ہے۔''

جس طرح شہادت کو چھپانا گناہ ہے اسی طرح یہ بھی گناہ ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں شہادت یا ووٹ یا ووٹ دیا جائے جو نامناسب اور غلط قسم کے ہوں۔ ایسے لوگوں کے حق میں ووٹ دینا فرض ہے جو عدل وانصاف کے علمبردار ہیں۔ ملاحظہ ہو اللہ کا یہ فرمان :

ہِدوا ذَوَی عَدلٍ مِنکُم... ۲... سورۃ الطلاق

ا اپنے میں سے دو صاحب عدل لوگوں کو گواہ بناؤ۔''

ں طرح ہمیں اس بات کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم یہ شہادت یا ووٹ اس بنا پر نہ دین کہ فلاں ہمارا رشتہ دار ہے یا ہمارے علاقہ کا ہے یا ہماری پارٹی کا ہے۔ بلکہ صرف اللہ کی خاطر ووٹ دیں۔ اور ایسے لوگوں کے حق میں دیں جو اچھے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے :

أَقیمُوا الشَّہٰدَۃَ لِلَّہِ... ۲... سورۃ الطلاق

ں خاطر گواہی قائم کرو۔''

سی طرح موجودہ جمہوریت میں ہم جس چیز کو پارلیمنٹ کہتے ہیں اسلامی اصطلاح میں اس کا نام شوریٰ ہے۔ اسی طرح موجودہ جمہوریت میں آزادی رائے انسانی حقوق، ہر خاص وعام کے لیے یکساں قانون اور یکساں عدل وانصاف اور اس طرح کے بے شمار ایسے اصول وقوانین ہیں جنھیں اسلامی شریعت نے

عوام الناس کی حاکمیت کا مفہوم یہ ہے کہ عوام الناس اپنی مرضی سے اچھے لوگوں کا انتخاب کرسکیں اور انتخاب کے بعد اگر یہ لوگ غلط راستہ اختیار کرتے ہیں تو ان کی غلطیوں پر محاسبہ کرسکیں اور ضرورت پڑنے پر ان کے منصب سے انھیں برطرف بھی کرسکیں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اسلامی قوانین یا ا

الغرض جمہوریت کو بہ طور نظام تسلیم کرنے کا مطلب اللہ کی حاکمیت سے انکار نہیں ہے۔ اور نہ عوام الناس کو حاکم مان کر اللہ کے برابر لاکھڑا کرنا ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جمہوریت ہی وہ طرز حکومت ہے.جس کے ذریعے سے اسلام کے بنیادی سیاسی اصول وقواعد کو عملاً نافذ کیا جاسکتا ہے۔

یت کے مخالفین ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ جمہوریت میں اکثریت کی رائے کو ہی حق بہ جانب سمجھ کر اسے قبول کرلیا جاتا ہے اور اقلیت کی رائے ناقابل قبول ہوتی ہے۔ گویا حق کا معیار اکثریت ہے نہ قرآن وسنت اور اسلامی شریعت جب کہ اسلامی شریعت کی رو سے حق بات وہ ہے جو قرآن وسنت

تُمَا فِی مَشُورَۃٍ مَا خَالَفتُکُمَا" (مسند احمد)

دونوں اگر کسی مسئلہ پر ایک رائے ہوجاؤ تو میں تمہارے خلاف نہیں رہوں گا۔''

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقابلے میں دو کی رائے کو فوقیت دی تھی۔ چنانچہ غزوہ اُحد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثریت کی رائے کو اختیار کیا جو اس بات کے حق میں تھی کہ شہر سے باہر نکل کر جنگ کی جائے جب کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ڈکٹیٹر شپ کے خلاف جنگ کی جائے اور جمہوریت بحال کرنے کے لیے تمام تر جدوجہد کی جائے کیوں کہ اسی جمہوریت کے سائے میں اسلام پر عمل کرنے کی آزادی نصیب ہو سکتی ہے دعوت کی راہ کی ساری رکاوٹیں دور ہو سکتی ہیں عدل وانصاف مل سکتا ہے او

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

سیاسی مسائل، جلد:2، صفحہ:289

محدث فتویٰ